

یادِ رفیقان

مولانا حافظ محمد عرفان الحق اظہار الحقانی
استادِ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خشک

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الغنیؒ قدس سرہ یکے از رفقاء شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ

دارغ فراقِ محبتِ شب کی جلی ہوئی اک شمع رہ گئی تھی سودہ بھی نموش ہے

عالم کی موت عالم کی موت: موت العالم موت العالم۔ ایک عالم کی موت پورے عالم کی موت اس لئے قرار دی گئی کہ عالم اسباب میں دین کی حفاظت و بقاء و اشاعت کا ذریعہ و سبب عالم ہی ہوتا ہے۔ علماء میں بعض کو اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت سے نوازا ہوتا ہے جس طرح انبیاء و رسل کے بارے میں قرآن میں ارشاد ہے کہ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ۔ اسی طرح و فوق کل ذی علم علیم کے تحت وارثین انبیاء کرام (علماء) میں بھی تفاوت پایا جاتا ہے۔ اسلام کے ہر دور میں علم و تحقیق کے آفتاب و مہتاب چمکتے رہے۔ جن سے مشامِ عالم معطر ہیں اور رہے گا انہی میں سے ایک علم و عمل اور اخلاص و الہیت کے پیکر بقیۃ السلف حضرت مولانا عبد الغنیؒ بھی تھے جو پرسوں ۱۰ جمادی الاول ۱۴۲۸ھ بمطابق ۲۶ مئی ۲۰۰۷ء بروز ہفتہ بعد از نماز مغرب بوقت آٹھ بجے اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پیدائش و خاندان: آپ کی پیدائش کی تاریخ قطعی طور پر متعین نہیں۔ تاہم ۱۹۰۲ء مشہور ہے۔ آپ کے والد مولانا سعد الدینؒ اور دادا مولانا سراج الدینؒ علاقے کے جید اور محترم علماء تھے۔ نہا آپ قریبی النسل تھے۔

تعلیم اور دیوبند سے فراغت: آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ چمچھ میں حضرت مولانا عبد الحنانؒ

آف تاجک اور مولانا صدر الدینؒ آف شینکے اور دیگر مقامی علماء سے حاصل کی اور مزید تعلیم کیلئے دارالعلوم دیوبند کا رخ کیا۔ اس سفر کے دوران حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ اور والد محترم مولانا اظہار الحق مدظلہ کے ماموں بقیۃ السلف حضرت مولانا عبد الحنان دامت برکاتہم ساکن جاگیرہ آپ کے ساتھ شریک تھے۔ ۱۹۲۹ء میں دیوبند پہنچے۔

اُس سال وہاں طلباء کی ہڑتال کی وجہ سے ان کو داخلہ نہ مل سکا۔ اس لئے مظاہر العلوم سہارنپور کا رخ کیا۔ اور ایک برس تک وہیں تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد اگلے سال دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا۔ اور یہاں چار سال تک اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۱۹۳۳ء کو فراغتِ لاپا حاصل کی۔ اس زمانہ میں مولانا عبد الحقؒ بھی وہیں زیر تعلیم

تھے۔ غالباً دونوں حضرات رحمہما اللہ کی سنی فراغت ایک ہی تھیں۔ جبکہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کی فراغت ان سے ایک سال بعد ۱۹۳۴ء میں ہوئی۔ تاہم بعض کتب میں یہ شریک درس بھی رہے۔ دارالعلوم دیوبند میں ان کی اقامت بقول مولانا عبدالحق ان کے دارجدید کے کمرہ نمبر 3 میں رہی۔

صوفیانہ مسلک: آپ نے نہ صرف حضرت مدنی سے شرف تلمذ حاصل کیا بلکہ ان سے بیعت بھی ہوئے۔
درس و تدریس: فراغت کے بعد دینی علوم کی ترویج و اشاعت کیلئے اپنی زندگی وقف کی۔ فراغت سے متصل کلکتہ کے ایک دینی مدرسے میں آٹھ برس تک پڑھاتے رہے۔ اس کے بعد لاہور کے جامعہ اشرفیہ اور جامعہ مدنیہ میں تدریس کرتے رہے اور تین دہائیوں سے زیادہ کراچی کے مدرسہ مظہر العلوم میں پڑھاتے رہے۔

عالی السند: حضرت مولانا عبدالحق کو اپنے والد صاحب کے واسطے سے جو سند و اجازہ حدیث ملی وہ اس وقت برصغیر میں سب سے عالی سند سمجھی جاتی ہے۔ عصر حاضر میں آپ دارالعلوم دیوبند کے سب سے قدیم اور محترم ترین فاضل تھے۔ ان کی عمر ۱۰۰ برس سے متجاوز تھی۔ دور دراز سے علماء اجازہ حدیث حاصل کرنے کیلئے بھیجھ کے اس دور افتادہ گاؤں جلالیہ پہنچتے تھے۔ دن رات آپ کے گھر پر علماء اور مہمانوں کا ایک تارنما بندھا ہوتا۔

اولاد و احفاد: آپ کے عقد میں دو بیویاں آئیں اولاد میں مولانا ضیاء الاسلام فاضل حقانیہ حیات ہیں۔ جبکہ مولانا عبد السلام فاضل بنوری ٹاؤن اور مولانا عبد الباسط فیض یافتہ حقانیہ انتقال کر چکے ہیں۔ آپ کے ایک پوتے مولانا بدر عالم اشاعت القرآن حضرو کے فاضل ہیں۔

خانوادہ شیخ الحدیث قدس سرہ کے ساتھ تعلق: جدِ مکرّم حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے ساتھ ان کا تعلق نہ صرف برادرانہ بلکہ عقیدت مندانہ حد تک تھا۔ ان کی وفات کے بعد عم محترم حضرت مولانا مسیح الحق صاحب مدظلہ اور خانوادہ حضرت شیخ الحدیثؒ کے ساتھ گہرا اشتقانہ ربط و تعلق رہا۔ حضرت کے فرزند مولانا عبد الباسط مرحوم نے ابتدائی کتابیں دارالعلوم حقانیہ میں پڑھیں خاص طور پر ان کا حضرت مولانا مسیح الحق سے خصوصی تلمذ رہا۔ اس ضعف و نقاہت کے باوجود جس میں وہ گزشتہ دو دہائیوں سے مبتلا تھے۔ کبھی کوئی نمی اور خوشی کا ایسا موقع نہیں آیا کہ مولانا عبدالحقؒ بہ نفس نفیس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نہ پہنچے ہوں۔ اہلیہ حضرت مولانا مسیح الحق مدظلہ کی وفات پر انتہائی کمزوری اور بیماری کے باوجود دارالعلوم فاتحہ خوانی کیلئے آئے اور کئی گھنٹوں تک مسجد میں جلوہ افروز رہے۔

احقر کا شرف تلمذ و مجلس: احقر کو آج سے تین برس قبل ان کے گھر واقع جلالیہ میں شرف تلمذ حاصل ہوا۔ جلالیہ کا وہ سفر آج بھی آنکھوں کے سامنے ہے۔ گرمیوں کا موسم تھا جب میں اپنے ایک رفیق سفر مولوی صاحب حسین کے ہمراہ غور خشتی پہنچا۔ یہاں سے جلالیہ تا نگے چلا کرتے تھے۔ جب ہم تا نگہ میں سوار ہوئے تو میں نے تا نگہ والے سے کہا کہ ہمیں مولانا عبدالحق صاحب کے گھر جانا ہے تو انہوں نے اپنی دیکھی زبان میں کہا کہ ”بچے مولوی صاحب کے گھر جانا ہے؟“ یاد رہے کہ مولانا کا سرخ و سفید چہرہ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کہ جس بدگمان چمک رہا ہو۔ اسی وجہ سے

گاؤں والے ان کو چنے مولوی صاحب کے نام سے پکارتے تھے۔ ہم نماز ظہر کے قریب جلالیہ پنچے تو وہاں پتہ چلا کہ معمولاً حضرت نماز باجماعت کیلئے مسجد تشریف لاتے ہیں۔ ہم ان کے گھر کے متصل کی مسجد گئے۔ یہاں نماز ادا کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ آپ علالت کی وجہ سے تشریف نہ لاسکے۔ نماز سے فراغت پر ہم ان کے گھر کے دروازے پر پہنچے دستک دی تو ان کے پوتے مولوی بدر عالم بن مولانا عبدالسلامؒ نکلے جو اس وقت موقوف علیہ میں پڑھتے تھے۔ میں نے ان سے اپنا تعارف کروایا۔ تو انہوں نے پوچھے کہ انتظام کر کے ہمیں ان کے کمرے تک پہنچایا۔ حضرت اس وقت نماز پڑھنے میں مشغول تھے۔ بعد میں ہم نے ان سے مصافحہ کیا، حضرتؒ کے کمرے کی کیفیت انتہائی سیدھی سادی و بے تکلف تھی۔ دروازے کے سامنے والی دیوار کے ساتھ دو چار پائیاں بھیجی ہوئی تھیں اور نیچے ایک سادہ سی چٹائی، جس کے قریب مصلیٰ بچھا ہوا تھا۔ ہمیں اندازہ ہوا کہ دنیا کی زیب و زینت اور راحت و آرام کے سامان سے وہ کوسوں دور ہیں۔ میری آنکھوں کے سامنے جدی المکرم حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے کمرہ کا نقشہ پھر رہا تھا۔ اس کا نقشہ بھی اسی طرح انتہائی سادہ اور بے تکلف تھا۔ اس برفتن دور میں نفوس قدسیہ ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملیں گے جن کی تمام عمر علم دین کی خدمت میں گزری ہو۔ نہ راحت کی فکر نہ تنخواہ و مشاہرہ کا تصور نہ دولت و عزت و جاہت کی آرزو، درحقیقت اسی قسم کے پاک طینت نفوس قدسیہ علوم نبوت کے امین اور مسند نبوت کے جانشین ہیں۔

ان لله عباداً فطناً طلقوا الدنيا وخافوا الفتناً

نظروا فيها فلما علموا انها ليست لحى وطننا

جعلوها لجةً وتخذوا صالح الاعمال فيها مسفناً

حضرت نے اس ملاقات کے دوران ہمیں انتہائی شفقت و محبت سے نوازا۔ جس کا اثر آج تک اپنے دل میں لئے ہوئے ہیں۔ وہ اذکار و ذکر اللہ کے عملی مصداق تھے۔ اس ملاقات میں انہوں نے ہماری تواضع ٹھنڈے مشروبات سے فرمائی۔ دوپہر کے کھانے کا پوچھا تو میں نے عرض کیا کہ ہم کھانا کھا کر چلے ہیں۔ مشروبات کے بعد انہوں نے چائے بنانے کا کہا لیکن ہم نے بعد شکر معذرت کی جو انہوں نے قبول فرمائی۔ پھر احقر نے ان سے اجازت حدیث حاصل کرنے کی تمنا پیش کی تو انہوں نے فرمایا کہ یہاں الماری میں بخاری شریف پڑی ہے اٹھا کر اس کے اول و آخری حدیث میرے سامنے پڑھو، میں نے کہا کہ حضرت بخاری شریف میں اپنے ساتھ لایا ہوں۔ میں نے ان کے سامنے اول و آخر حدیث پڑھی۔ پھر انہوں نے فرمایا کہ میری طرف سے تمہیں حدیث کی اجازت ہے۔ میرے دوسرے ساتھی نے بھی اجازت حدیث کی خواہش کی تو اسے بھی اجازہ مرحمت فرمائی۔ اجازت کیساتھ انہوں نے ہمیں اخلاص و تقویٰ کا دامن پکڑے رہنے کی تلقین بھی فرمائی۔ چونکہ ہماری وجہ سے گھر میں پردہ کروایا گیا تھا اس لئے ہم نے زیادہ ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا اور واپسی کی اجازت دعا کے ساتھ چلی۔ حضرتؒ نے ہمارے لئے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان سے دین کا کام لے۔ رخصتی پر انہوں نے حضرت مولانا عبدالحق صاحب کے بارے میں ان الفاظ میں پوچھا کہ

میرا بھائی مولانا عبدالحسان صاحب کس حال میں ہے۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ الحمد للہ بخیر و عافیت و صحت یاب ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میرا سلام ان تک پہنچا دینا۔ اور اس طرح یہ مجلس اختتام پذیر ہوئی۔ اس مجلس میں ہمیں جو سکون و اطمینان محسوس ہوا اس کا بیان الفاظ سے ممکن نہیں۔ ہمیں رخصت کرنے حضرت کے پوتے مولوی بدر عالم گاؤں سے باہر تک آئے تو میں نے انہیں مولانا عبدالغنی کی سوانح لکھنے کی تشویق و ترغیب دلائی کہ اس کا خصوصی انتظام کریں۔ جلالیہ سے ہم پیدل واپس غور خشتی پہنچے۔ غور خشتی تک کافی فاصلہ تھا تاہم حضرت کی مجلس کی لذت کا تذکرہ کرتے کرتے یہ فاصلہ باسانی طے ہوا۔ اسی سفر میں شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ حضرت مولانا نصیر الدین غور خشتی کے قبر کی زیارت کا بھی موقع ملا۔ وہاں قبر کے سرہانے تقریباً آدھ گھنٹہ جو اطمینان و سکون پایا وہ دنیا کے ہزار راحت و سکون کے سامانوں کے اندر نہیں وفات کی خبر: مولانا عبدالغنی کی وفات کی دلخراش خبر حضرت مولانا مسیح الحق مدظلہ کی زبان سے ان کے مکان پر سنی، بعد از نماز عشاء انہوں نے فرمایا کہ آج ایک بہت بڑے عالم دین حضرت مولانا عبدالغنی وفات پا گئے ہیں۔ ان کی نماز جنازہ کل صبح ساڑھے دس بجے جلالیہ انک میں ادا کی جائے گی۔ پھر فرمایا کہ پریشانی یہ ہے کہ کل دارالعلوم حقانیہ میں تقریب یوم والدین و سرپرستان کا انعقاد کیا گیا ہے جس میں سینکڑوں افراد میری دعوت پر آئیں گے اور اس کا وقت بھی اتفاقاً دس بجے رکھا گیا ہے۔ میں نے مولانا صاحب سے عرض کیا کہ میں بھی حضرت کا شاگرد ہوں اس لئے کل جنازہ میں شرکت کے لئے لازماً جاؤں گا۔ مولانا صاحب نے فرمایا کہ کل صبح ہی کچھ فیصلہ کریں گے۔ صبح میں حاضر ہوا تو انہوں نے کہا کہ جنازے میں میری شرکت بھی ضروری ہے اس لئے دارالعلوم کی تقریب دس بجے کی بجائے گیارہ بجے شروع کر دی جائیگی اور میں جنازہ میں شرکت کے بعد تقریب میں جلدی واپس پہنچنے کی کوشش کروں گا۔ کچھ ہی دیر بعد مولانا صاحب کے حجرہ پر مولانا شیر علی شاہ مدظلہ بھی پہنچ گئے وہ بھی جنازہ میں شرکت کیلئے تیار تھے۔ اسی دوران مولوی صاحب حسین اتفاقاً اساتذہ کی ملاقات کے لئے پہنچے میں نے انہیں حضرت کے وفات کی خبر سنائی تو وہ بھی ہمارے ساتھ جنازے میں شرکت کے لئے روانہ ہوئے۔

جنازہ میں شرکت: نوبت ہم جنازہ کیلئے اکوڑہ ٹنک سے روانہ ہوئے۔ سوا دس بجے ہم جلالیہ کے نواح میں پہنچے تو دور دراز سے لوگ اٹھ کر حضرت کے آخری ذیادہ اور جنازہ میں شرکت کیلئے پہنچ رہے تھے۔ جلالیہ کی گلیوں اور کوچوں میں ہر طرف علماء و صلحا اور دیندار باشرع لوگوں کا سہل رواں نظر آ رہا تھا۔ یہی ان کی عند اللہ مقبولیت کی نشانی بھی ہے۔ احقر سیدہ صاحبہ کے کوچے میں پہنچا جہاں انکے پوتے مولانا بدر عالم سے ملاقات ہوئی، انہوں نے معافہ کیا تو میں نے پوچھا کہ بچا نا؟ انکا جواب تھا کہ ہاں جی! آپ جب میرے موقوف علیہ کے سال حضرت سے ملنے کیلئے آئے تھے حضرت کے آخری لمحات: میں نے ان سے حضرت کے آخری لمحات و بیماری کے بارے میں پوچھا تو ان کا بیان تھا کہ حضرت کو کئی دنوں سے اسہال کی شکایت تھی۔ ہفتہ کے دن دوپہر کو ان کی حالت زیادہ خراب ہوئی تو ڈاکٹر کو بلا یا گیا۔ ڈاکٹر نے معائنے کے بعد © rasailojafaid.com کہا کہ شفا دینے والا تو اللہ ہے تاہم

میں تمہیں نماز کی پابندی کی وصیت کرتا ہوں۔ کبھی نماز نہ چھوڑنا (حضرت ہمیشہ لوگوں کو نماز کی پابندی کی تلقین فرماتے تھے) عصر کے وقت انہوں نے طلباء مدرسہ اشاعت القرآن حضرت کیلئے ایک ہزار روپیہ اور مدرسہ مولانا عبدالحقین واقع نزو پہ کے طلباء کیلئے ایک ہزار روپیہ بھیجے اور پانچ سو روپیہ محلہ کی مسجد (مکی) کے قاری صاحب کو بھیجے کا حکم دیا۔ مولانا بدر عالم نے کہا کہ میں نے مزاحی (اصل محلہ اور گھر کے چھوٹے بڑے آپ کو ڈے جی کے نام سے پکارتے تھے) سے کہا کہ مجھے بھی کچھ دیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں سارا ہی تمہارا ہوں تمہیں کسی چیز کی کیا ضرورت ہے۔

عالم نزہ: نزہ کے وقت گئے بارے میں انہوں نے کہا کہ ہم نے ایسا محسوس کیا کہ انہوں نے ہاتھوں کے اشارہ سے نماز مغرب کیلئے نیت باندھی۔ اسکے بعد ہم کچھ نہ سمجھ سکے کہ ان کی روح کس طرح پرواز کر گئی؟ نماز کے بارے میں حدیث شریف میں آتا ہے کہ الصلوٰۃ معراج المومنین۔ گویا حضرت نے نیت باندھ کر دنیا سے تعلق و ناظرہ توڑ کر خالق حقیقی سے ناظرہ جوڑ لیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہیں ہماری ملاقات حضرت کے فرزند مولانا فیاض الاسلام حقانی سے بھی ہوئی۔ ان کا بیان تھا کہ حضرت موت سے قبل آخری دور میں یہ دعائیں کثرت سے پڑھتے تھے۔

اللهم تب علینا قبل الموت وسهل علینا شدة الموت وارحمنا عند الموت ولا تعذبنا بعد الموت۔ یا خالق الحیاء والموت توفنا مسلمین والحقنا بالصالحین۔ لا تقنطروا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعاً۔ انه هو الغفور الرحیم۔

اور اپنی زبان میں یہ دعا بھی مانگتے تھے ”اے اللہ میری مدد فرما۔“ اللہ نے ان کی مدد فرمائی اور ایسی آسان موت دی کہ ہم بھی نہ سمجھ سکے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعاً۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ لوگوں نے حضرت کے جنازے کے بارے میں مشورہ کیا ہے کون جنازہ پڑھائیں گے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہمارا تو خیال ہے کہ مولانا عبدالحق دامت برکاتہم جو ان کے رفیق درس بھی رہے اور اس وقت ان سے معمر اور قدیم فاضل دیوبند کوئی بھی نہیں وہ پڑھائیں۔ بہر حال مولانا عبدالحق دامت برکاتہم کے بارے میں فیصلہ ہوا۔ اس کے بعد ساڑھے دس بجے حضرت کا جنازہ گھر سے اٹھا کر باہر لایا گیا۔ سینکڑوں افراد جنازہ کو کندھا دینے کیلئے جیتاب ایک دوسرے سے آگے بڑھ رہے تھے۔ احقر کو بھی یہ سعادت ملی۔ جنازہ گاہوں سے باہر ایک کھلے میدان میں ادا کیا گیا، وہ سچ و عریض میدان بھی تنگ دامن کا شکار نظر آ رہا تھا۔ جنازہ سے قبل احقر نے اعلان کیا کہ حضرت کے وارثوں اور علماء کے باہمی مشورے سے طے ہوا کہ جنازہ ان کے رفیق خاص مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم پڑھائیں گے۔ جنازہ گاہ میں لوگ دیوانہ وار حضرت کے آخری دیدار کے لئے جیتابی سے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ جنازہ میں ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ جلالیہ کی تاریخ میں اس سے بڑا جنازہ شاید ہی کسی کا ہوا ہو۔ ایک قابل ذکر بات یہ بھی حضرت کی مسجد کے مؤذن جس کا ان سے قلبی اور گہرا تعلق رہا وہ بھی ان کی وفات سے ایک گھنٹہ بعد رحلت کر گئے۔ ان کا جنازہ بھی ان کے صاحب زادے مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم نے پک طینت را